سیاسیات

اِحسان الٰہی ظہیر☆

نظام سیاست: جمہوریت یا......؟!

تخلیق جن و اِنس کا مقصدِ وحید خلاقِ فطرت کی کامل بندگی اور اس کے احکامات کی بجاآوری ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ [الذّاريات:۵۶]

''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔''

اور یہ بندگی اِنفرادی و اِجتماعی ہر دو شعبوں میں یکساں مطلوب ہے، کیونکہ اسلام صرف چند رسوم و رواج اور ظاہری عبادات کا نام نہیں بلکہ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور زندگی کے ہر معاملہ میں مکمل اور بہترین راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ جہاں اخلاقیات کی تعلیم دیتا اور نظامِ عبادت مہیا کرتا ہے وہاں سیاست ومعیشت اور تمدن و معاشرت کے گوشوں سے بھی پردہ اُٹھاتا ہے۔

عصر حاضر میں بعض مغرب زدہ دانشور اسلام کی اس جامعیت پر متعجب ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلام دین نہیں بلکہ مذہب ہے جو ہر شخص کا انفرادی معاملہ ہے جس کا اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ سوچ دراصل خاص حالات کا نتیجہ ہے اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان تقریباً ایک ہزار سال تک دُنیا پر غالب رہے اور اس دوران اسلام اپنی پوری شوکت وسطوت کے ساتھ ان کی اِنفرادی و اِجتماعی زندگی میں جلوہ گر نظر آتا تھا۔ لیکن جب اُمت ِمسلمہ زوال پذیر ہوئی، کاروبار سیاست پر غیرمسلم قابض ہوگئے اور مسلمانوں کی اِجتماعی زندگی کا خاتمہ ہوگیا تو سیاست پر اسلام کا راج رہا اور نہ معیشت ومعاشرت پر، بلکہ یہ تمام نظام ہائے حیات اہل کفر کے ہاتھ میں آ گئے، کیونکہ کائناتِ عالم

☆ متعلّم أولیٰ کلیة القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ

کا یہ ایک مسلّمہ اُصول ہے کہ جو قومیں میدانِ سیاست کی شہسوار ہوتی ہیں جولان گاہ حیات میں ہر شعبہ کی لگامیں انہی کے ہاتھ میں ہوتی ہیں اور یہ بھی ایک طے شدہ اَمر ہے کہ غالب قومیں جہاں مغلوب اَقوام کے تمدن و ثقافت پر اَثر انداز ہوتی ہیں وہاں ان کے تہذیب و اَفکار پر بھی اپنا گہرا اَثر چھوڑتی ہیں۔ الغرض مسلمان جب ایک طویل عرصہ اہل یورپ کے غلام رہے تو اس سے ان کے اندر ذہنی مرعوبیت پیدا ہوئی۔ بنا بریں بہت سے ناپختہ فکر حضرات مغرب کی ہر اَدا کو شاہراہِ ترقی کا سنگ میل سمجھنے اور 'چودہ سو سال پرانے' دین اسلام کو فرسودہ اور ناقابل عمل خیال کرتے ہوئے مغرب کے دامن فکر میں پناہ ڈھونڈنے لگے، نتیجتاً انہیں اپنی معاشرتی زندگی کی ترتیب و تنظیم کیلئے مغربی اجتماعی نظام مستعار لینے کی ضرورت محسوس ہوئی، یوں اسلام کا نظامِ سیاست، جمہوریت جبکہ نظامِ معیشت کمیونزم اور کیپٹل اِزم اور معاشرتی نظام سیکولر اِزم قرار دیا جانے لگا۔ حالانکہ یہ سراسر کفرانِ نعمت اور توہین احسان الٰہی ہے کہ اس کے عطا کردہ دین کامل کو چھوڑ کر اس کے دشمنوں کے نظامِ زندگی کو اَپنایا جائے، اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ [المائدۃ:۳]

''آج میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔''

زیر نظر مضمون میں اسی غلط فہمی کا اِزالہ کرتے ہوئے اسلام کے نظامِ سیاست کی نشاندہی مقصود ہے۔

سیاست کی لغوی تعریف

سَاسَ يَسُوسُ سِيَاسَةً کا لغوی معنی ہے جانوروں کو سدھانا اور ان کی دیکھ بھال کرنا،[1] سائس گھوڑوں کو سدھانے والے کو کہتے ہیں۔ اگر اس کی نسبت 'انسانوں' کی طرف ہو تو یہ اُمور کی تدبیر و اِنتظام کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔[2]

---

[1] المنجد: ۵۰۱ (مادہ: س و س)
[2] القاموس: ۸۲۲ (مادہ: س و س)

سیاست کی اصطلاحی تعریف

اسلام کی نظر میں سیاست 'احکاماتِ الٰہی کی تنفیذ' کا نام ہے، چنانچہ اِرشاد باری ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴾ [الحج:۴۱]

''وہ لوگ کہ اگر ہم زمین میں اُن کے پاؤں جما دیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکوتیں دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔''

گویا جو ذمہ داری ہر فرد پر اللہ کا بندہ ہونے کی حیثیت سے عائد ہوتی ہے، وہی حاکم یا اَمیر پر بدرجۂ اولیٰ لاگو ہوتی ہے۔ اَمیر کی ایک زائد حیثیت صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ معاشرے کے نظم ونسق کے فرائض سرانجام دیتا ہے ورنہ احکاماتِ الٰہی کی چھوٹے پیمانے پر تنفیذ کا کام گھر کے سربراہ سے لے کر ہر عام مسلمان پر بقدرِ استطاعت فرض ہے، ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

« أَلا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ » [صحيح البخاري: ٢٦٠٥]

''خبردار! تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

اسلام کا سیاسی نظام

اسلام کا نظامِ سیاست نہ تو جمہوریت ہے اور نہ ملوکیت و آمریت، بلکہ مسلمانوں کے سیاسی معاملات نظامِ شورائیت کے تحت طے پاتے ہیں۔ جمہوریت کو عین اسلام اور اسلام کا نظامِ سیاست کہنے والوں نے اسے محض کسی ایک قدرِ مشترک کی بنا پر اسلام سمجھ لیا ہے، یہی حال ملوکیت و آمریت کے دعویداروں کا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ذیل میں آپ کے سامنے نظامِ جمہوریت کی وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

جمہوریت کی لغوی تعریف

یہ لفظ جمهر سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کا جمع ہونا یا اکثریت میں ہونا،

صاحب 'لسان العرب' رحمہ اللہ کہتے ہیں: جَمْهَرْتَ الْقَوْمَ إِذَا جَمَعْتَهُمْ [1] مرتضیٰ زُبیدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جَمْهَرَ الشَّيْءَ أَي جَمَعَهُ [2] اسی سے لفظ 'جمہور' ہے جس کا معنی زُبیدی رحمہ اللہ کے نزدیک معظم كلّ شيء [3] ہے، فیروز آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الجمهور من النّاس أي جُلُّهم [4] جبکہ ابن منظور رقمطراز ہیں: جمهور النّاس جُلُّهم وجماهير القوم أشرافهم [5]

'جمہور' کے آخر میں یائے نسبت لگانے سے 'جمہوری' بنتا ہے جس کا معنی ہے وہ چیز جو اکثریت کی طرف منسوب ہو۔ اس کی تانیث 'جمہوریۃ' آتی ہے۔ [6]

جمہوریت کی اصطلاحی تعریف

اصطلاحی طور پر جمہوریت سے مراد ایسا نظام حکومت ہے جس میں عوام کی حکمرانی ہو۔ الفارابی لکھتے ہیں:

> هي مدينة الجماعية التي قصد أهلها أن يكونوا أحرارًا يعمل كلّ واحد منهم ما شآء [7]

> ''جمہوریت سے مراد وہ نظامِ حکومت ہے جس میں لوگ آزادی چاہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک جو چاہے کرے۔

ڈیموکریسی

انگریزی میں جمہوریت کا مترادف لفظ Democracy استعمال ہوتا ہے، جو فرانسیسی زبان کے دو لفظوں 'ڈیماس بمعنی لوگ' اور 'کراتوس بمعنی حکومت' سے ماخوذ ہے۔ یعنی ایسا سیاسی نظام جس میں لوگوں کی حکومت ہو۔ ڈیموکریسی کا لفظ سولہویں صدی میں فرانسیسی زبان سے انگریزی میں منتقل ہوا۔

سیاسی اصطلاح کے طور پر یہ لفظ انگریزی میں سترہویں صدی میں مستعمل ہوا جب

---

[1] لسان العرب: ۴/ ۱۴۹　[2] تاج العروس: ۱۰/ ۲۱۵　[3] ایضاً
[4] القاموس: ۱/ ۳۹۳　[5] لسان العرب: ۴/ ۱۴۹
[6] المعجم الوسیط: ۱۳۷　[7] آراء أهل المدينة الفاضلة: ۱۱۵

William of Moerbeke نے اَرسطو کی کتاب Politics کا لاطینی میں ترجمہ کیا، اس نے ارسطو کے استعمال کردہ لفظ 'عوام کی حکومت' کا ترجمہ لاطینی میں Demokaratia کے لفظ سے کیا جو بعد اَزاں انگریزی میں Democracy کی صورت اِختیار کر گیا۔

اُنیسویں صدی کے وسط تک جمہوریت ایک بدنام لفظ تھا جو ہجوم کی حکومت کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ گذشتہ ایک صدی میں اس طرزِ حکومت نے عام پسندیدگی کا مقام حاصل کرلیا۔[1]

Bobio لکھتا ہے:

> "Governmnet by the masses appears in its good form under the name of **politeia** and in its bad form under the name of **democracy**."[2]

''عمومیت کی حکومت اپنی اچھی شکل میں Politeia جبکہ اپنی بُری صورت (جمہوریت) میں بدل جائے تو اسے Democracy کہتے ہیں۔''

خلاصۂ تحقیق

لفظ جمہوریت اور Democracy دونوں کی لغوی تحقیق سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ دونوں کا معنی دراصل 'عوام کی حکومت' ہی ہے۔

مغربی جمہوریت اور اسلامی جمہوریت

مغربی جمہوریت اور اسلامی جمہوریت میں دراصل کوئی فرق نہیں۔ اسلامائزیشن کا نعرہ بلند کرنے والوں نے صرف یہ تیر مارا کہ 'مغربی' سابقہ ہٹا کر اس کی جگہ 'اسلامی' لگا دیا۔ ورنہ اپنی حقیقت، جوہر اور نتائج وعواقب کے اعتبار سے ان دونوں میں چنداں فرق نہیں۔

قائلینِ جواز کے دلائل

① اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں فرماتے ہیں:

﴿ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ﴾ [الشوریٰ: ۳۸]

''اور اُن (مسلمانوں) کے معاملات باہمی مشورہ سے طے پاتے ہیں۔''

---

1. Modern forms of government: P.56
2. Democracy and dictatorship. Tr. Peter Kennealy: p.140

جمہوریت میں بھی عوام الناس سے مشورہ کیا جاتا ہے او جمہوری حکومت بھی دراصل اسی حکومت کو کہتے ہیں جس میں حکمران کوئی فیصلہ خود اپنی مرضی سے نہ کرے بلکہ ہر کام عوام الناس کے منتخب نمائندوں کے مشورہ سے کرے جو درحقیقت عوام ہی کا مشورہ ہے۔

② اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں رسولِ کریم ﷺ کو حکم دیا:

﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ﴾ [آل عمران: ۱۵۹]

''اُمورِ حکومت میں اُن (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے مشورہ کیجئے۔''

حالانکہ نبی کریم ﷺ اس سے بے نیاز تھے کیونکہ آپ ﷺ پر وَحی کا نزول ہوتا تھا اور آپ ﷺ معصوم تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ حکم ہے تو بعد میں آنے والے لوگوں کیلئے یہ حکم بالاولیٰ ثابت ہوتا ہے جو علم وتقویٰ میں آپ ﷺ سے کہیں پیچھے ہیں۔

③ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب اُنہوں نے خلیفہ ثالث کے انتخاب کیلئے کمیٹی بنائی تو اختلاف کی صورت میں فرمایا:

وَيَتَّبِعِ الْأَقَلُّ الْأَكْثَرَ. [فتح الباري: ۱۳/ ۱۹۶]

''اور تھوڑے زیادہ کی بات مان لیں۔''

اور جمہوریت کا سب سے بنیادی اُصول کثرتِ رائے کی بنیاد پر فیصلہ کرنا ہے۔

④ غزوۂ اُحد کے موقع پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اختلاف ہوگیا کہ جنگ مدینہ سے باہر نکل کر لڑی جائے یا اندر رہ کر دِفاع کیا جائے۔ رسولِ اکرم ﷺ اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دفاع کیا جائے، لیکن اکثریت کا فیصلہ تھا کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے تو رسولِ کریم ﷺ نے جمہور (اکثریت) کے فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے باہر نکل کر جنگ کی، لہٰذا ثابت ہوا کہ فیصلہ کثرتِ رائے کی بنا پر کیا جائے گا۔

⑤ جب رسولِ اکرم ﷺ نے اکثریت کی رائے پر عمل کیا اور مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کی تو مسلمانوں کو جنگ میں نقصان ہوا، لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر بھی آپ کو مشورہ جاری رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

﴿ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ﴾ [آل عمران: ۱۵۹]

⑥ جب ہوازن قبیلہ کے قیدیوں کو چھوڑنے کا معاملہ آیا تب بھی رسولِ اکرم ﷺ نے عوام کی رائے کے مطابق فیصلہ کیا، مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ حِيْنَ أَذِنَ لَهُ الْمُسْلِمُونَ فِي عِتْقِ سَبْيِ هَوَازِنَ: «إِنِّي لَا أَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ، فَارْجِعُوا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ»، فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ، فَرَجَعُوا إِلَىٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا. [صحيح البخاري: ٦٦٤١]

جب لوگوں نے رسول کریم ﷺ کو ہوازن کے قیدیوں کو چھوڑنے کی اِجازت دے دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے اِجازت نہیں دی، پس تم لوٹ جاؤ اور اپنے نمائندوں کو بھیجو کہ وہ ہمارے سامنے تمہارا معاملہ پیش کریں۔'' پس لوگ لوٹ گئے اور اُن سے انکے نمائندوں نے بات چیت کی۔ پھر وہ (نمائندے) رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو بتایا کہ لوگوں نے خوشی سے اجازت دی ہے۔

مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عوام الناس سے رائے لینا ضروری ہے۔ نیز عوام الناس اپنے نمائندے مقرر کرسکتے ہیں جیسا کہ جمہوریت میں عوام اپنے نمائندے (اَرکانِ اسمبلی) مقرر کرتے ہیں۔

قائلین عدم جواز کے دلائل

① جمہوریت کا معنی ہے: عوام کی حکومت، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ [الإنعام: ٥٧]

''حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے۔''

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴾ [الإنعام: ٦٢]

''خوب سن لو! فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔''

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ﴾ [الأعراف: ٥٤]

''یاد رکھو! اللہ تعالیٰ ہی کیلئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا۔''

ان تمام آیاتِ قرآنی سے معلوم ہوا کہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے، لہٰذا جو کوئی اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں حاکم بنتا ہے گویا وہ اللہ کا شریک ہوتا ہے۔

② پارلیمنٹ (قانون ساز اسمبلی) جمہوریت کا جزوِ لاینفک ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں قانون سازی کرنے والے کو کافر، ظالم اور فاسق کہا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ...... وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ...... وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾ [المائدۃ: ۴۴، ۴۵، ۴۷]

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ (پورے اور پختہ) کافر ہیں ...... اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق حکم نہ کریں، وہی لوگ ظالم ہیں ...... اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ سے ہی حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں۔''

③ جمہوریت کی تعریف میں یہ بات شامل ہے کہ وہ نظامِ حکومت جو عوام کی خواہشات کے مطابق ہو، جیسا کہ صدر سطور میں الفارابی کا قول گزر چکا ہے، جبکہ اسلام نفسانی خواہشات کی پیروی کا سخت مخالف ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ﴾ [المائدۃ: ۴۹]

''اور آپ ان کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی حکم کیا کیجئے اور ان کی خواہشات کی تابعداری نہ کریں۔''

اللہ تعالیٰ خواہشاتِ نفس کے پیروکار کو مشرک گردانتے ہیں:

﴿ اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [الجاثیۃ: ۲۳]

''کیا آپ نے اسے دیکھا؟ جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اُسے گمراہ کر دیا ہے اور اسکے کان اور دِل پر مہر لگادی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے؟''

④ جمہوریت میں ہر فیصلہ کثرتِ رائے سے ہوتا ہے، جبکہ قرآن میں بارہا اِرشاد ہے:

﴿ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [الأعراف: ۱۸۷]

''اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

نیز فرمایا:

﴿ قُل لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ﴾ [المائدة: ١٠٠]

''آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو آپ کو ناپاکی کی کثرت بھلی لگتی ہو۔''

اسی کو علامہ اقبالؒ نے نشانۂ تنقید بنایا ہے:

جمہوریت اِک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

⑤ جمہوریت میں اُمیدوار اِمارت اور حکومت کے حصول کیلئے بھرپور کوشش کرتے ہیں جبکہ اسلام میں امارت کی تمنا کرنا منع ہے اور اسکی مذمت کی گئی ہے، فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

« إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ » [صحيح البخاري: ٧١٤٨]

''یقیناً تم لوگ عنقریب اِمارت کی تمنا کرو گے اور وہ قیامت کے دِن سراسر ندامت کا باعث ہوگی، پس دودھ پلانے والی اچھی ہے اور چھڑانے والی بری۔''

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ: أَمِّرْنَا يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ! وَقَالَ الآخَرُ مِثْلَهُ، فَقَالَ ﷺ: « إِنَّا لَا نُوَلِّي هٰذَا مَنْ سَأَلَهُ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ » [صحيح البخاري: ٧١٤٩]

میں اور میری قوم کے دو آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، ان میں ایک نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں (کسی علاقے کا) والی بنا دیجئے۔ دوسرے نے بھی ایسی بات کہی، تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہم کسی ایسے شخص کو والی نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے یا اس کی حرص کرے۔''

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن سے فرمایا:

« يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا » [صحيح البخاري: ٧١٤٦]

''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! امارت کا سوال نہ کرنا، اگر تجھے امارت مانگنے پر دی جائے تو تو اُسی کے سپرد کر دیا جائے گا (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد شاملِ حال نہ ہوگی۔) اور

اگر تجھے اِمارت بغیر مانگے ملی تو تیری اس پر مدد کی جائے گی۔"

⑥ جمہوریت کا ایک رُکن حزبِ اختلاف ہے، جس کا کام یہ ہے کہ ہر دُرست و غلط کام میں حکومت کی مخالفت کی جائے، جبکہ اسلام اس رویے کو پسند نہیں کرتا، اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ﴾ [آل عمران: ۱۰۳]

"اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی میں نہ پڑو۔"

⑦ جمہوری نظام میں کچھ عرصہ کے بعد حکمران کو ہٹا دِیا جاتا ہے جبکہ اسلامی نظامِ حکومت میں اَمیر تا حیات باقی رہتا ہے اِلا کہ کفر بواح کا مرتکب ہو، اور کسی کو اِجازت نہیں ہوتی کہ اَمیر کی اِطاعت سے ہاتھ کھینچے، رسولِ اَکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

« السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ » [صحيح البخاري: ۲٦۱۱]

"ہر مسلمان پر سمع و اِطاعت لازم ہے خواہ وہ پسند کرے یا ناپسند کرے جب تک اُسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے، پس جب معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اس کی سمع و اِطاعت (لازم) نہیں۔"

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

« مَنْ رَأَىٰ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً » [صحيح البخاري: ۲٥۳۱]

"جو شخص اپنے اَمیر میں کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ صبر کرے، کیونکہ جو شخص ایک بالشت بھر بھی جماعت سے اَلگ ہوا پھر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

⑧ جمہوریت غیر مسلموں کا وضع کردہ نظام ہے اور اسلام میں غیر مسلموں سے مشابہت ممنوع ہے، حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

« مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ » [صحيح سنن أبي داؤد: ۳۴۰۱]

"جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ اُنہیں میں سے ہے۔"

دلائل کا تجزیہ

○ قائلینِ جواز کے پہلے دو دلائل دراصل نظامِ شورائیت کے دلائل ہیں جنہیں زبردستی

جمہوریت کے ثبوت کیلئے ٹھونسا جاتا ہے، حالانکہ جمہوریت اور شورائیت میں بہت بڑا فرق ہے جسے آئندہ سطور میں واضح کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

- جہاں تک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا تعلق ہے تو وہ بھی نظامِ شورائیت میں ہی قابلِ عمل ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجلسِ مشاورت کے ارکان کیلئے فرمایا تھا کہ جب اہلِ علم کے مابین کسی تدبیر کے معاملہ میں اختلاف ہوجائے تو اکثریت کی بات کو مان لیا جائے۔ عوام الناس کیلئے یہ اُصول پیش کرنا ہرگز درست نہیں۔
- رہا غزوۂ اُحد کا معاملہ تو اُس میں رسولِ کریم ﷺ نے نوجوانوں کے جذبات کو اس لئے ملحوظِ خاطر رکھا کہ جنگیں قوتِ ایمانی اور ساز و سامان کے ساتھ ساتھ عموماً نوجوانوں کے جوش و جذبات کے بل پر لڑی جاتی ہیں لہٰذا ان کا دِلی اطمینان ضروری تھا۔ اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ آپ ﷺ نے اکثریت کی رائے پر عمل کیا تھا تو اس پر مسلمانوں کو نقصان کا سامنا کرنا پڑا اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اُن سے دَرگزر کرتے ہوئے مشاورت جاری رکھنے کا حکم دیا کہ مبادا آپ ﷺ دِلبرداشتہ ہو کر اور غصہ میں آ کر اہلِ علم و فضل سے مشاورت بھی ترک کر دیں لیکن ساتھ ہی مشاورت کا طریقِ کار بھی بتا دیا کہ مشورہ ضرور کریں لیکن مشورہ کے بعد جس بات پر مطمئن ہو کر عزم کر لیں وہ کر گزریں (خواہ وہ اکثریت کی رائے کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔)
- اَسیرانِ قبیلہ ہوازن کی رہائی کے بارے میں رسولِ اللہ ﷺ نے عوام کو اس لئے اختیار دیا تھا کہ قیدی اُن کی ملکیت تھے اور قیدیوں کی رہائی دراَصل صدقہ تھا اور کسی کے مال کو اُس کی اِجازت کے بغیر اللہ کے راستے میں خرچ کرنا جائز نہیں۔

قائلینِ جواز کے دلائل کے تجزیہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اُن کے پاس جمہوریت کو اسلامی نظامِ سیاست ثابت کرنے کیلئے کوئی بھی ٹھوس اور پختہ دلیل موجود نہیں جبکہ مخالفین کے دلائل مستحکم اور صریح ہیں۔

جمہوریت اور شورائیت میں فرق

قائلینِ جوازِ جمہوریت کو بنیادی غلطی یہ لگی ہے کہ وہ جمہوریت اور شورائیت میں کوئی

فرق نہیں سمجھتے حالانکہ جمہوریت اور شورائیت میں زمین و آسمان کا بعد ہے۔ ذیل میں چند ایک فرق بیان کئے جاتے ہیں:

- پارلیمنٹ کو مجلس شوریٰ سے تشبیہ دی جاتی ہے حالانکہ اُراکین مجلس شوریٰ کا انتخاب علم وفضل کی بنیاد پر، جبکہ ارکانِ پارلیمنٹ کا اِنتخاب کثرتِ رائے سے عمل میں آتا ہے۔
- جمہوریت میں حکمران کا تقرر کثرتِ رائے سے، جبکہ شورائیت میں انتخابِ اَمیر کی بنیاد 'تقویٰ' کو بنایا جاتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرنے کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

رَضِيَهُ لِدِيننا فَرَضِينَاهُ لِدُنْيَانَا . [أسد الغابة: ۱/ ۶۴۶]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں ہمارے دین کیلئے پسند فرمایا تو ہم نے انہیں اپنی دُنیا کیلئے منتخب کرلیا۔''

- جمہوریت میں ہر فیصلہ کثرتِ رائے کی بنیاد پر ہوتا ہے خواہ وہ غلط ہو یا درست جبکہ شورائیت میں حتمی فیصلہ دلیل کی قوت کی بنا پر اَمیر کرتا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ ﴾ [آل عمران: ۱۵۹]

''اور کام کا مشورہ اُن سے کیا کریں، پھر جب آپ کا پختہ اِرادہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔''

- جمہوریت میں ہر ایک کا ووٹ (رائے) برابر کی حیثیت رکھتا ہے اور جاہل و عالم سب کو یکساں نظر سے دیکھا جاتا ہے جبکہ شورائیت میں اہل علم کی بات کو ترجیح حاصل ہوتی ہے اور اَمیر مشورہ بھی اُنہیں سے کرتا ہے۔

اسلامی سیاست پر بحث کے بعد ہم اسلامی نظامِ حکومت کے ان عناصر کی نشاندہی کریں گے جن پر پوری اسلامی حکومت کی عمارت کا انحصار ہوتا ہے۔

اسلامی نظامِ حکومت کے خدوخال

1. **اقتدارِ اعلیٰ** اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور ملک پر اسی کا قانون چلتا ہے، کوئی شخص اسکے مقابلہ میں قانون سازی نہیں کرسکتا۔

② انتخابِ اَمیر | اسلامی مملکت میں انتخابِ اَمیر اہل علم وفضل اور صاحبانِ حل وعقد کے باہمی مشورہ سے ہوتا ہے اور انتخابِ اَمیر کی بنیاد 'تقویٰ' ہوتی ہے۔

③ حکومت کے فرائض | سلطنتِ اسلامیہ میں حکومت کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ رعایا پر احکاماتِ الٰہیہ کو نافذ کرے، ملک کا نظم ونسق اہل علم وفضل کے مشورہ سے چلائے اور رعایا کی ضروریات کو حتی الوسع پورا کرنے کی کوشش کرے اور عوام میں نظامِ صلوٰۃ وزکوٰۃ اور اَمر بالمعروف ونہی عن المنکر قائم کرے۔

④ رعایا کے فرائض | رعایا پر اَمیر کی اِطاعت ہر حال میں واجب ہے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ کھینچنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں اِلا یہ کہ اَمیر 'کفر بواح' کا مرتکب ہو یا معصیتِ الٰہی کا حکم دے۔ اس کے علاوہ ہر پسند و ناپسند میں اَمیر کی اطاعت ہر شخص پر فرض ہے۔

⑤ مجلس شوریٰ | اسلامی ریاست میں مجلس شوریٰ کا ہونا لابدی اَمر ہے، اس مجلس کے تمام اَرکان کا اہل علم وفضل اور صاحبانِ زہد وتقویٰ ہونا ضروری ہے۔ مجلس شوریٰ تدبیری معاملات اور ملکی نظم ونسق کے بارے میں اَمیر کو مفید مشورے دیتی ہے اور جب کسی معاملہ میں اَمیر کوئی فیصلہ کردے تو تمام رعایا (بشمول مجلس شوریٰ) پر اس کی بجا آوری ضروری ہو جاتی ہے۔

☆ ...... ☆ ...... ☆

پسندیدہ شعر بھجوائیں اور رشد مفت حاصل کریں!

ستبدي لك الأيام ما كُنتَ جاهلا ویأتیك بالأخبار من لم تُزوِّدِ

ادارۂ رشد باذوق قارئین کیلئے ایک نیا سلسلہ شروع کر رہا ہے۔ اپنا منتخب کردہ بہترین شعر (اُردو، عربی) ہمیں بھجوائیے، پہلے تین بہترین اَشعار بھیجنے والوں کو رشد کا ایک شمارہ فری اِرسال کیا جائیگا۔